زمین کاشت کاری کے لیے دینے کی ناجائز صورت اور عشر کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری چھ کنال زمین ہے جس پر کھیتی باڑی کرتے ہیں اور وہاں پر ایک شخص کو آٹھویں حصہ پر رکھا ہوا ہے۔ اور زمین کو زیادہ تر ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمیں عشر ادا کرنا ہوگا؟ اور کیا عشر سارے خرچے نکال کر ادا کرنا ہوگا، اور کیا جس کو آٹھویں حصے پر رکھا ہے، اس کا بھی حصہ نکال کر عشر ادا کرنا ہوگا، یا اس کا حصہ نکالنے سے پہلے ادا کرنا ہوگا؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

یہاں اصل جواب سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آج کل زمینداروں کے ہاں یہ صورت بہت عام ہے کہ وہ اپنی زمین کو اپنے قبضے میں رکھ کر اُس میں کاشت کاری، بیج ڈالنے، پانی دینے، دیکھ بھال وغیرہ کاموں کے لیے کسی شخص کو اُجرت (ملازمت) پر رکھتے ہیں، اور اُس ملازم کی مزدوری میں اُسی فصل کی پیداوار سے کچھ مخصوص حصہ مقرر کردیتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے یہ صورت "اجارہ فاسدہ" کی ہے۔ اس کے فاسد ہونے کی چند وجوہات یہ ہیں:

اولاً: یہ قفیزِ طحان ہے کیونکہ مزدور کی اجرت اُسی کام میں سے مقرر کرنا، فقہی و شرعی اصطلاح میں "قفیزِ طحان" کہلاتا ہے، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ممانعت ارشاد فرمائی ہے۔

ثانیاً: اجارے میں اجرت کا معلوم و متعین ہونا (Specified) ہونا ضروری ہوتا ہے، ورنہ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔ فصل کی دیکھ بھال، پانی دینے وغیرہ کاموں کی اُجرت میں پیداوار کا کوئی حصہ جیسے آٹھواں حصہ مقرر کرنے میں اُجرت مجہول ہے اور اس کا وُجود خطرے میں ہے، یعنی معلوم نہیں کہ کتنی پیداوار ہوگی اور اُس میں سے مزدور کو کتنی مقدار ملے گی؟ اور پیداوار ہوگی بھی یا نہیں؟

لہٰذا اگر سوال میں "آٹھویں حصہ پر رکھنے" سے بھی یہی اجرت والی صورت مراد ہو، تو بیان کردہ وجوہات کے سبب یہ طریقہ شرعاً، ناجائز و گناہ ہوگا اور اس معاہدے کو ختم کرنا اور اس سے توبہ کرنا واجب ہوگا۔ نیز اگر مزدور نے فاسد اجارے والے معاہدے کے تحت کام کرلیا ہو، تو ایسی صورت میں مزدور کو اجرتِ مثل دی جائے گی، یعنی اِس جیسے کام کے لیے عام طور پر بازار میں جتنی اُجرت دی جاتی ہے، وہ اُسے دی جائے گی جو کہ مقررہ اُجرت سے زائد نہ ہوگی، لہٰذا اگر اُجرتِ مثل، آٹھویں حصے سے کم بنتی ہو تو وہی دی جائے گی، اور اگر اُجرتِ مثل، مقررہ آٹھویں حصے کے برابر، یا اس سے زائد بنتی ہو، تو پھر مقررہ حصہ ہی اُجرت میں دیا جائے گا، اس سے زائد نہیں۔

درست طریقہ:

اگر کسی مزدور کو زمین کی دیکھ بھال، بیج ڈالنے، پانی دینے وغیرہ کاموں کے لیے اُجرت (ملازمت) پر رکھنا ہو، تو فصل کی پیداوار میں سے کوئی معینہ مقدار (مثلاً 10، 20 کلو وغیرہ) بطورِ اجرت طے کرلی جائے، لیکن یہ شرط نہ رکھی جائے کہ وہ اُسی فصل میں سے ہی دی جائے گی یعنی اگر گندم کی فصل بوئی ہے تو یوں کہہ دیا جائے کہ آپ کو ان کاموں کے عوض مثلاً بیس کلو گندم اُجرت میں دی جائے گی، اور یہ نہ کہے کہ اِسی فصل سے دے گا جس میں وہ کام کررہا ہے، پھر اس کے بعد اگر مالک زمین چاہے تو وہ اُجرت اُسی فصل سے دیدے یا الگ سے دیدے، دونوں صورتیں جائز ہوں گی۔

بہر حال جہاں تک عشر یا نصف عشر کی ادائیگی میں فصل کے اخراجات، یا مزدور کی اجرت وغیرہ کو نکالنے کے متعلق سوال ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ **پوچھی گئی صورت میں جبکہ زمین کو زیادہ تر ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، تو پیداوار پر نصف عشر (بیسواں حصہ) لازم ہوگا اور یہ نصف عشر پوری پیداوار سے ادا کیا جائے گا، یعنی فصل کے اخراجات، مزدور کی اجرت وغیرہ کو مائنس نہیں کیا جائے گا۔**

قفیز طحان کی ممانعت سے متعلق مسند ابی یعلی کی حدیث پاک میں ہے: "عن أبي سعيد قال: «نهى عن عسب الفرس، وقفيز الطحان»" ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی جفتی کی اجرت اور قفیز طحان سے منع فرمایا ہے۔ (مسند ابی یعلی، جلد2، صفحہ 301، رقم الحدیث: 1024، مطبوعہ دمشق)

اجارہ پر کام کرانے میں اُسی کام میں سے اُجرت مقرر کرنا، اجارہ فاسدہ ہے، چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: "(و لو دفع غزلاً لآخر لينسجه له بنصفه) أي: بنصف الغزل (أو استاجر بغلاً ليحمل طعامه ببعضه أو ثوراً ليطحن بره ببعض دقيقه) فسدت في الكل؛ لانه استأجره بجزء من عمله والاصل في ذلك نهيه صلى الله عليه وسلم عن

قفيز الطحان۔۔۔ والحيلة ان يفرز الاجر اولاً أو يسمی قفيزاً بلا تعيين ثم يعطيه قفيزاً منه فيجوز“ ترجمہ : اگر ایک شخص نے دوسرے کو کپڑا بُننے کے لیے دھاگا دیا کہ وہ اس کے نصف یعنی نصف دھاگے کے بدلے کپڑا بنے گا، یا غلہ اٹھانے کے لیے خچر کرائے پر لیا کہ وہ اس کے بعض کے بدلے میں اس کا غلہ اٹھائے، یا بعض آٹے کے بدلے گندم پیسنے کے لیے بیل لیا، تو ان تمام صورتوں میں اجارہ فاسد ہے، کیونکہ اس نے دوسرے شخص کو اس کے عمل میں سے بعض حصے کے عوض پر اجیر کیا اور اس (اجیر کے عمل میں سے اجرت دینے کے ناجائز ہونے) میں اصل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قفیز طحان سے منع فرمانا ہے اور (ان ناجائز صورتوں کا شرعی طریقہ) حیلہ یہ ہے کہ وہ پہلے سے ہی اجرت الگ کر کے دے دے، یا متعین کیے بغیر چند قفیز اجرت کے طور پر طے کرے اور پھر (جو گندم پسوائی ہے) اس میں سے دے دے، تو شرعاً جائز ہے۔

درمختار کی عبارت ”فسدت فی الکل“ کے تحت ردالمحتار میں ہے : ”ويجب اجر المثل لا يجاوز به المسمی“ ترجمہ : اور (اس سب صورتوں میں) اجرت مثل لازم ہوگی جو بیان کردہ اجرت سے تجاوز نہیں کرے گی۔ (تنویر الابصار مع در مختار و ردالمحتار، جلد 9، کتاب الاجارۃ، صفحہ 97، دار المعرفۃ، بیروت)

کسی کو اس شرط پر مزدوری پر رکھا کہ اُسی کام سے حاصل ہونے والے مال سے اُس کو اُجرت دی جائے گی، تو اُجرت کے مجہول ہونے کی وجہ سے عقد شرعاً فاسد ہوجاتا ہے، چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے : ”ولو استأجره لينقي تراب المعدن أو تراب الصياغة بنصف ما يخرج منه، كان فاسدا؛ لأن الأجر مجهول، ووجوده على خطر، وهو استئجار ببعض ما يخرج من عمله، فيكون بمعنى قفيز الطحان، فله أجر مثله؛ لأنه أوفى المنفعة بعقد فاسد“ ترجمہ : اور اگر کسی کو مزدوری پر رکھا کہ وہ کان کی مٹی، یا سناروں کی مٹی کو صاف کرے، اس شرط پر کہ جو کچھ اس میں سے نکلے گا، اُس کا آدھا اس (مزدور) کا ہوگا، تو یہ اجارہ فاسد ہے؛ کیونکہ اجرت مجہول ہے اور اس کا وجود خطرے میں ہے، اور یہ اُس چیز کے کچھ حصے پر اجرت مقرر کرنا ہے جو اُس کے عمل سے حاصل ہوگی، تو یہ قفیز طحان کے معنیٰ میں ہے، لہٰذا اُس کیلئے اجرتِ مثل ہوگی؛ کیونکہ اُس نے فاسد عقد کے ذریعے منفعت مکمل طور پر پہنچا دی ہے (لہذا وہ اجرت کا مستحق ہوگیا ہے)۔ (مبسوط سرخسی، جلد 14، صفحہ 49، 50، دار المعرفۃ، بیروت)

اُجرت مجہول ہونے سے اِجارہ فاسد ہوجاتا ہے، چنانچہ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے : ”(و) تفسد (بجهالة المسمى) كله أو بعضه“ ترجمہ : اور مکمل یا بعض اجرت کے مجہول ہونے سے اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔ (تنویر الابصار مع در مختار، جلد 9، صفحہ 80، دار المعرفۃ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں : ”اجارہ جو امر جائز پر ہو وہ بھی اگر بے تعینِ اجرت ہو تو بوجہِ جہالت، اجارہ فاسدہ اور عقد حرام ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 19، صفحہ 529، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے : ”اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اُسی میں سے اتنا تم اُجرت میں لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بُننے کے لیے سوت دیا اور یہ کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا یا غلہ اُٹھا کر لاؤ اُس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اُس میں سے اتنا اُجرت میں دیا جائے گا یوہیں بھاڑ (بھٹی) میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ اُن میں سے اتنے بھنائی میں دیے جائیں گے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔ ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت میں دینا ہے اُس کو پہلے سے علیحدہ کردے کہ یہ تمھاری اُجرت ہے مثلاً سوت کو دو حصہ کرکے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمھاری مزدوری ہے یا غلہ اُٹھانے والے کو اُسی غلہ میں سے نکال کر دیدیا کہ یہ مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچادے۔ بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں اسی طرح سب صورتوں میں کیا جاسکتا ہے دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر غلہ مزدوری دیں گے یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے پھر اگر اُسی میں سے دیدے جب بھی حرج نہیں“۔

اسی میں ہے : ”کھیت کٹتا ہے تو بالیں ٹوٹ کر گرتی ہیں کاشتکاروں کا قاعدہ ہے کہ اُن بالیوں کو چنواتے ہیں اور اُنھیں میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اسی میں سے دی جاتی ہے بلکہ کھیت کاٹنے والے کو بھی اُسی میں سے مزدوری دیتے ہیں یہ سب اجارے ناجائز ہیں۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 14، صفحہ 149، 150، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اجارہ فاسدہ، معصیت یعنی گناہ ہے اور گناہ کو زائل کرنا لازم ہوتا ہے، لہذا اجارہ فاسدہ کو ختم کرنا لازم ہے، چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں : ”اجارہ فاسدہ معصیت ہے اور معصیت کا ازالہ (ختم کرنا) فرض“۔ (فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 346، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اجارہ فاسدہ میں اجرت مثل واجب ہوگی جوکہ مقررہ اجرت سے زائد نہ ہوگی، چنانچہ بہار شریعت میں ہے: ”اجارہ فاسد میں اگر اُجرت مقرر ہے تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی جو مقرر سے زائد نہ ہو یعنی اگر اُجرتِ مثل مقرر سے کم ہے تو اُجرتِ مثل دیں گے اور اگر مقرر کے برابر یا اُس سے زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دیں گے زیادہ نہیں دیں گے۔“(بہار شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ113، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جس زمین کی سیرابی بارش، نہروں اور آلات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہونے والے دونوں طرح کے پانیوں سے ہوتی ہو، تو جس پانی سے زیادہ تر سیرابی ہو اس کا اعتبار ہوگا، چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: ”فماسقي بماء السماء، أوسقي سيحا ففيه عشر كامل، وماسقي بغرب، أو دالية، أو سانية ففيه نصف العشر، والأصل فيه ماروي عن رسول الله —صلى الله عليه وسلم— أنه قال «ماسقته السماء ففيه العشر وماسقي بغرب، أو دالية، أو سانية ففيه نصف العشر»۔۔۔ ولأن العشر وجب مؤنة الأرض فيختلف الواجب بقلة المؤنة وكثرتها ولو سقي الزرع في بعض السنة سيحا وفي بعضها بآلة يعتبر في ذلك الغالب؛ لأن للأكثر حكم الكل“ ملتقطاً۔ ترجمہ: جو زمین آسمان یا نہر کے پانی سے سیراب کی جائے تو اس میں مکمل عشر واجب ہے، اور جو کھیتی ڈول یا چرسے سے سیراب کیا جائے، اس میں آدھا عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہوتا ہے۔ اس کی اصل رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں فرمایا: جس کھیتی کو آسمان (بارش) سیراب کرے اس میں عشر ہے، اور جس کو ڈول سے سیراب کیا جائے اس میں آدھا عشر ہے۔۔۔ اور اس لئے بھی کیونکہ عشر زمین کی مشقت کے بدلے میں واجب ہوتا ہے، اس لیے مشقت کم یا زیادہ ہونے سے واجب کی مقدار میں فرق آئے گا۔ اور اگر کھیتی کو سال کے کچھ حصے میں نہر کے پانی سے اور کچھ حصے میں کسی آلے کے ذریعے سے سیراب کیا جائے، تو اس میں غالب کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ اکثر کا حکم کل پر جاری ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ62، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔“ (بہار شریعت، جلد1، حصہ5، صفحہ917، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عشر یا نصف عشر بغیر اخراجات نکالے پوری فصل پر لازم ہوتا ہے، چنانچہ ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے: "يجب العشر في الأول ونصفه في الثاني بلا رفع أجرة العمال ونفقة البقر وكري الأنهار وأجرة الحافظ ونحو ذلك"

ترجمہ: مزدوروں کی اجرت، بیلوں کا خرچ، نہر کھودنے کا خرچ اور نگہبان کی اجرت اور اس جیسے دیگر اخراجات نکالے بغیر ہی پہلی صورت (یعنی بارانی یا بغیر مشقت کے پانی لگانے کی صورت) میں مکمل عشر واجب ہوتا ہے، اور دوسری صورت (یعنی مشقت سے پانی لگانے کی صورت) میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہوتا ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد3، صفحہ317، دار المعرفۃ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا، اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارفِ زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (بہار شریعت، جلد1، حصہ5، صفحہ918، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-816

تاریخ اجراء: 15 محرم الحرام 1446ھ/11 جولائی 2025ء